**رداء ہ حین استقبل القبلة**" (مسلم ٦ / ١٨٨) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ تشریف لے گئے اور جب (دعا کے لئے) قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنی چادر مبارک پلٹادی۔''

وعنه قال رأيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما خرج يستسقي قال: "فحول الى الناس ظهره واستقبل القبلة يدعو ثم حول رداء ہ ثم صلى لنا ركعتين جهر فيهما بالقراء ۃ" (بخاری ٢ / ٥٩٧) انہی صحابی کا بیان ہے کہ ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ ﷺ استسقاء کے لئے تشریف لائے تو لوگوں کی طرف پیٹھ پھیرا اور دعا کرتے ہوئے قبلہ رخ ہوئے۔ پھر اپنی چادر پلٹائی، پھر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی جن میں بلند آواز سے قرأت پڑھی۔''

ابن حجرؒ کہتے ہیں: اس حدیث سے یوں لگتا ہے کہ دعائے استسقاء کے بعد چادر پلٹائی گئی۔ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے استسقاء کے دوران ہی اپنی چادر پلٹائی ہے۔(فتح الباری ٢/٥٧٩)

یہ مسئلہ موطا امام مالکؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے: وعنه **"خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى المصلى فاستسقى و حول رداء ہ حين استقبل القبلة"** (موطا صفحہ ٩٤' التمهيد ١٧/١٦٧)
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید گاہ تشریف لے جا کر استسقاء کیا اور جب قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر پلٹائی۔''

صحیح مسلم کی روایت سے مکمل وضاحت ہوتی ہے: عن عبدالله بن زيد المازني **"خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى المصلى يصلي وانه لما دعا او اراد ان يدعو استقبل القبلة و حول رداء ہ۔"** (مع النووی ٦/١٨٩) ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی یا دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور اپنی چادر پلٹائی۔''

امام نووی کا کہنا ہے: ''امام کو چاہئے کہ وہ خطبہ ثانیہ کا دو تہائی مکمل کرنے کے بعد آخری ایک تہائی میں چادر پلٹائے، پھر بقیہ وقت میں دعائے استسقاء پڑھے۔''(المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج ٦/١٨٨)

نوٹ: سابقہ مباحث میں گزر چکا ہے کہ استسقاء میں ایک ہی خطبہ ہونا چاہئے اور اس خطبے کا بھی نصف سے زیادہ حصہ دعا و استغفار پر مشتمل ہونا چاہئے۔ لہذا چادر پلٹانے کا صحیح وقت خطبہ استسقاء میں حمد و صلاۃ اور وعظ و نصیحت سے فارغ ہو کر بقیہ اکثر خطبے کے دوران ہے۔ واللہ اعلم

## اعتذار

اچانک قرآن پاک سے متعلق فتنہ برپا ہونے کی وجہ سے متعدد مضامین میں اختصار کرنا پڑا بلکہ پانچ مضامین کی اقساط شامل اشاعت ہی نہ ہوسکیں۔ ادارہ قارئین کرام اور مضمون نگاروں سے معذرت خواہ ہے

قسط نمبر: ۸

# جامعہ دار العلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

1980ء تا 1989ء

تحریر: ابوعبداللہ روزی

## ☆ مرکزی دار العلوم میں وفود کی آمد:

1980ء کی دہائیوں میں اور اس کے بعد اندرون ملک اور عرب ممالک سے بکثرت بڑے بڑے علماء اور شخصیات وقتاً فوقتاً تشریف لاتی رہیں۔ یہ حضرات اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے اور اہل خیر سے ادارہ ہذا کے ساتھ تعاون کرنے کی اپیل کرتے۔ یہاں سے واپس جا کر پہلے سے بڑھ کر تعاون کرتے اور دار العلوم کے لیے حلقہ احباب بنالیتے تھے۔ اساتذہ کرام کے خلوص، انتظامیہ کی محنت پیہم، بے مثال جماعتی اتحاد و اتفاق جیسی خصوصیات ان زائرین حضرات نے اپنے اپنے تاثرات میں بیان کیے ہیں۔

ذیل میں بعض شخصیات کے تاثرات کا خلاصہ قلمبند کرتے ہیں:

☆ آج دار العلوم میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اتنے پرفضا مقام پر قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالیشان مرکز کو دیکھ کر جس قدر خوشی ہوئی بیان سے باہر ہے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد۔ ۱۱ جون ۱۹۸۲ء)

☆ آج اللہ تعالیٰ نے وہ آرزو پوری کردی جسے میں تقریباً سولہ سال سے سینے سے لگائے ہوئے تھا یعنی دار العلوم غواڑی کی زیارت۔ بسا اوقات جب مدارس کا ذکر محافل میں ہوتا تو شاید ہی کوئی محفل دار العلوم غواڑی کے ذکر جمیل سے خالی رہتی ہو۔ یہاں پر اگر ایک طرف دریائے شیوک کے پانی سے کسان اپنی کھیتیاں سیراب کر رہے ہیں تو دوسری طرف علم نبوی کے دریا سے لوگ اپنے دل کی زمینوں کو سیراب کر رہے ہیں۔

(عبدالعزیز فیصل آبادی۔ مدرس دار الحدیث رحمانیہ کراچی۔ ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

☆ دورہ بلتستان کے دوران ہمیں بلتستان کے عظیم ادارہ دار العلوم غواڑی کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اساتذہ کی محنت، طلباء کی کثیر تعداد اور عظیم الشان عمارت دیکھ کر ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو اسلام کا ایک اہم قلعہ بنائے اور اس کی روشنی کو پورے عالم میں پھیلا دے۔

(سید عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

☆ (عربی سے ترجمہ) ہم نے مرکزی دار العلوم اور اس کے متعدد برانچ مدارس کا دورہ کیا جنہیں دیکھ کر ہمارا انگ انگ خوشی محسوس کر رہا ہے۔ اس کے نشاطات اور جہد پیہم لائق تحسین ہیں۔ دعوت الی اللہ اور صحیح عقیدے کی نشر و اشاعت

میں محوسفر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید ہمت دے۔

(عبدالکریم مراد استاد مدینہ یونیورسٹی۔۱۴ شوال ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء)

☆ یہ دارالعلوم ایک لق و دق صحراء میں نخلستان کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ علاقہ پسماندگی اور غربت کا شکار ہے۔ ایسے میں دارالعلوم شب دیجور میں ایک شمع روشن صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے موسسین، مدرسین اور معاونین کو جزائے خیر دے۔

(جسٹس ریٹائرڈ محمد افضل چیمہ سیکریٹری جنرل جنوبی ایشیا رابطہ عالم اسلامی۔ ۲۷ مئی ۱۹۸۵ء)

☆ دارالعلوم کے ارباب حل وعقد سے مل کر ان کے جذبہ دینی سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں انہوں نے جو نکتہ نظر اپنایا ہے کہ بنیادی عقائد دین پر اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش۔ میری ناقص رائے میں وہ دین کے مبلغ اول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ تبلیغ سے قریب ترین ہے۔ ان کی سوچ میں جو وسعت ہے اور قرآن و حدیث کے دائرے میں نظریات کی جو کشادگی میں نے محسوس کی ہے وہ ہماری تبلیغ کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ گزشتہ چند صدیوں سے مبلغین اسلام نے حضور علیہ السلام کے طریقہ تبلیغ کی روح سے چشم پوشی کی۔ دارالعلوم بلتستان کی تبلیغی کوششیں اور دینی خدمات آج کی اہم ضرورت پوری کر رہی ہیں۔

(سید سلیم گیلانی۔ ریڈیو پاکستان اسلام آباد ۱۹۸۵ء بمطابق ۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ)

☆ پہلی مرتبہ دارالعلوم میں حاضر ہوا جو کچھ اس ادارے کے بارے میں سن رکھا تھا اس سے کہیں بڑھ کر اچھا پایا۔ مسئولین کا حسن انتظام قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو تادم زیست قائم و دائم رکھے۔

(پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی لاہور۔ ۲ مئی ۱۹۸۶ء)

☆ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے دارالعلوم بلتستان غواڑی کی زیارت کی توفیق دی۔ یہاں جو کچھ دینی، تبلیغی، علمی خدمات اور دین حقہ کی نشر و اشاعت کے لیے کام ہو رہا ہے میرے مشاہدے میں آیا اور بے حد خوشی کا باعث بنا۔ دعا ہے کہ اس اہم ادارے کا علمی و دینی فائدہ بلتستان اور بیرون بلتستان میں پھیلا دے اور اس کا مستقبل مزید روشن کرے۔ نیز ادارے کے منتظمین کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے مزید خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔

(ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سیکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی ۱۴۰۸ھ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

☆ دارالعلوم غواڑی نہ صرف بلتستان میں بلکہ شمالی علاقہ جات میں واحد درس گاہ ہے یہاں معیاری تعلیم کے علاوہ بچوں کو عملی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس درس گاہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی کا موقع بخشے۔ (عبدالحمید خاور۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس ۱۸۔ اگست ۱۹۸۲ء)

**شیخ الحدیث مفتی اعظم مولانا عبدالقادرؒ کی رحلت فاجعہ:** آخر مارچ ۱۹۸۳ء میں شیخ الحدیث مفتی عبدالقادرؒ وفات پا گئے۔ آپ کی وفات پر بلتستان میں ایک کہرام مچ گیا۔ آپ کو اپنے آبائی گاوں یوگو میں ہزاروں سوگواروں کے

سامنے سپردخاک کیا گیا۔

آپ کی جگہ جماعت نے قضاء وافتاء کے لیے مولانا ثناءاللہ سالک حفظہ اللہ کو مقرر کیا۔ آپ کئی سال تک مالیاتی امور کے ساتھ ساتھ قضاء وافتاء کا کام بھی کرتے رہے۔

جماعتی ڈھانچہ: ۱۴۰۳ ہجری بمطابق ۱۹۸۳ء میں جماعتی انتظامی ڈھانچہ تشکیل پایا۔ مجلس عمل کے ممبران کی تعداد چودہ تھی جو کہ مختلف علاقوں سے لیے گئے تھے۔ اس کا رئیس جناب عبدالرشید صدیقی صاحب، مدیر تعلیم مولانا عبدالوہاب حنیف صاحب مدیر عام مولانا عبدالرحمان خلیق (مرحوم) اور مدیر مالیات جناب ثناءاللہ سالک صاحب (حالیہ شیخ الحدیث) تھے جو اب تلک اسی مدیر مالیات کے عہدے پر برقرار ہیں۔ اس وقت ان حضرات کے نائبین کا تقرر نہیں ہوا تھا۔

## المرکز الاسلامی سکردو

**سکردو** بلتستان کا صدر مقام ہے۔ یہ شہر قیام پاکستان سے قبل بھی دفاعی، انتظامی ،اور تجارتی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل تھا۔

میر سید علی الہمدانیؒ اور ان کے جانشینوں کی بلتستان بھر میں دینِ اسلام کی کامیاب تبلیغ کے بعد مختلف اطراف سے قسم قسم کے داعی آئے اور ہر ایک نے لوگوں کو اپنے اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی ۔ اس طرح سکردو کی مقامی آبادی شیعہ بن گئی۔ کشمیر سے بہت سے اہلسنت تاجر آ کر سکردو میں مقیم تھے، ان کی دینی رہنمائی کا انتظام مفقود ہونے پر مستزاد مقامی آبادی کے اثر سے ان میں بھی رفتہ رفتہ تشیع سرایت کر گیا۔

کچھ عرصہ بعد بلتستان کے اہلِ سنت (اہل حدیث اور احناف) علماءِ کرام کی کوششوں سے سکردو کشو باغ میں جامع مسجد قائم ہوئی، مگر دینی تعلیم کا چنداں انتظام نہ ہو سکا۔

اہل توحید کی شدید ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دارالعلوم بلتستان غواڑی کی انتظامیہ نے نیا بازار میں ایک مسجد اور مسافر خانے کا بندوبست کر دیا۔ پھر ڈویژن میں بر لبِ سڑک 25 کنال زمین خرید کر 1982 میں مرکز اسلامی کی عظیم الشان جامع مسجد بنائی گئی اور دارالعلوم بلتستان کی طرف سے مدرس مقرر ہو کر محلّہ محلّہ میں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

پھر "المرکز الاسلامی" میں ٹرانسپورٹ کا انتظام کر کے بچوں کو تعلیم کے لئے لانے اور لے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلے کو کافی پزیرائی ملی اور مرکز اسلامی نے بہت ترقی کی۔

## تعمیرات:

دارالعلوم بلتستان غواڑی میں ادارہ کی جانب سے ایک فری ڈسپنسری اور مہمان خانے کی عمارت بنائی گئی۔اس ڈسپنسری سے اب تک طلباء اور عوام فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۸۲۔۱۹۸۱ء میں ایک ٹیوٹا گاڑی مہیا کی گئی اور''کھشل'' کے میدان میں عوام سے سات سو کنال زمین حاصل کی گئی اور اس کی آبادکاری بھی جدید طرز سے شروع ہوئی۔ جہاں اب توحید آباد کے نام سے زرعی فارم قائم ہے۔

## شعبہ ہائے دارالعلوم:

۱۹۸۰ء کے عشرے میں مرکزی دارالعلوم میں درج ذیل شعبہ جات مصروف عمل تھے۔

۱۔ شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی) ۲۔ شعبہ علوم عربیہ

۳۔ شعبہ دعوت وتبلیغ ۴۔ شعبہ لائبریری

۵۔ دارالقضاء والافتاء ۶۔ شعبہ نشرواشاعت

اول الذکر' دارالعلوم کا بنیادی شعبہ تھا اور یہ چار مراحل پر محیط تھا۔قسم العالیہ دو سال' ثانویہ چار سال' متوسط تین سال' ابتدائیہ تین سال۔اس طرح تعلیمی مراحل بارہ سالہ کورس پر حاوی تھے۔اور ۱۹۱۰ء میں دارالعلوم کا مدینہ یونیورسٹی سے معادلہ ہوا اور دارالعلوم کے طلباء کو مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا زریں موقع فراہم ہوا۔

۱۹۸۴ء میں دارالعلوم کے پچیس برانچ مدارس میں کل مدرسین ومعلمات کی تعداد ۶۴۔طلباء کی تعداد ۲۰۰۰۔خود دارالعلوم میں ۳۰ مدرسین اور طلباء وطالبات کی تعداد ۳۴۰ تھی۔(تقریر سنوی بابت سال ۱۹۸۴ء)

## جماعت کی تشکیل نو اور ضابطہ اخلاق

اگرچہ جماعت کا کام بقدر استطاعت جاری وساری تھا لیکن کوئی دستور (آئین) نہ تھا۔اسی ضرورت کے پیش نظر ۶ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ ہجری بمطابق ۱۵ جنوری ۱۹۸۹ء کو آبادی کے تناسب سے بلتستان کے مختلف علاقوں سے نمائندے لے کر ۶۳ رکنی اسمبلی تشکیل دی گئی۔

یہ مجلس پانچ سال تک کے لیے جنرل باڈی کی حیثیت سے کام کرنے لگی اور اسے مجلس شوریٰ کا نام دیا گیا۔اسی مجلس سے مجلس عاملہ کا انتخاب ہوا اور اسی سے جماعتی انتظامی ڈھانچہ کی تشکیل ہوئی۔ چنانچہ اس انتخابی عمل سے درج ذیل حضرات انتظامی ڈھانچہ کے اراکین منتخب ہوئے۔

۱۔ مولانا عبدالرحمٰن خلیق ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث بلتستان

۲۔ مولانا عبدالواحد عبداللہ نائب ناظم جمعیت اہل حدیث بلتستان

۳۔ مولانا عبدالوہاب حنیف رئیس مجلس عاملہ ۴۔ مولانا محمد حسین آزاد نائب رئیس مجلس عاملہ